اداریہ

مایوس کن آغاز

آئین کو از سر نو مرتب کرنے والے قادیانیت کے حامی اور اسلام دشمن عناصر گرفت الٰہی کے منتظر رہیں۔

جاگیرداروں اور پیشہ ور سیاست دانوں کے خلاف جنرل پرویز کے اعلانیہ دعوے تازہ ہوا کے جھونکے ہیں۔

یہ بات انسانی فطرت میں شامل ہے۔ کہ وہ ہمیشہ خوشیوں کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ جہاں سے بھی اپنی امیدوں اور تمناؤں کی تکمیل کا عندیہ ملا اس کا میلان فطرتاً اس طرف ہو جاتا ہے اور ساری امیدیں اس سے وابستہ کرلیتا ہے۔ خوش کن نتائج کا شدت سے انتظار کرتا ہے اور ایسی کسی خبر کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا جو اس کے جذبات کو مجروح کرے۔ دکھوں اور غموں سے طبعاً نفرت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ اچھی خبر کا متلاشی رہتا ہے۔

جس جگہ سے انسان پر امید ہو پھر خدانخواستہ مایوس کن خبر آ جائے تو اس کا ردعمل بھی شدید ہوتا ہے اور اس کی نفرت میں بھی شدت ہوتی ہے اور وہ انتقاماً ایسا قدم اٹھاتا ہے کہ پھر اس کے سامنے کوئی بند باندھنا ممکن نہیں ہوتا۔

۱۲ اکتوبر ۹۹ء کو رونما ہونے والے عسکری انقلاب سے بھی پاکستانی قوم نے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ سات نکاتی ایجنڈا گویا لوگوں کی امیدوں کا مرکز ہے۔ خاص کر احتساب کا نعرہ بڑا پرکشش ہے۔ اس کے تکرار کے باوجود لوگ پر امید ہیں کہ اس بار دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ جاگیرداروں اور پیشہ ور سیاستدانوں کے خلاف جنرل پرویز کے اعلانیہ دعوے تازہ ہوا کے جھونکے ہیں اور لوگ اس انقلاب کو غنیمت سمجھ رہے ہیں کہ شاید اس بار ان کے دن پھر جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اب جلد از جلد وعدوں کی تکمیل چاہتے ہیں تاکہ اس انقلاب کے ثمرات ان تک بھی پہنچیں اور وہ بھی حقیقی زندگی سے لطف اندوز ہوں لیکن بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

ہم بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ عرض کریں گے کہ موجودہ عسکری انقلاب کو زیر نظر سطور میں لکھنے تک پورے بتالیس یوم گزر چکے ہیں۔ لیکن یوم اول سے لے کر اب تک اس کی تمام کارکردگی نہایت مایوس کن رہی۔ ان کے تمام اقدامات کسی طرح بھی روشن اور اچھے مستقبل کی نشاندہی نہیں کرتے۔ بلکہ اب تک کئے گئے فیصلوں سے بڑی مایوسی ہوئی اور لاتعداد شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔

ہم یہاں اخبارات کی زینت بننے والے بیانات' تجزیے اور رسائل میں شائع ہونے والے مضامین کی روشنی میں ایک جائزہ پیش کرتے ہیں۔ جس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ موجودہ عسکری حکومت کی کارکردگی کیسی ہے۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ وطن عزیز ایک خاص نظریے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا اور باون سال سے ان مقاصد کے حصول کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ جو تاحال تشنہ اور نامکمل ہیں۔ لیکن بعض امور لاتعداد قربانیوں کے بعد طے پاگئے ہیں اور انہیں آئینی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ جن قرار داد و مقاصد کا تعین اور اسے آئین کا حصہ بنادینا' کتاب و سنت کی بالادستی اور اس کی روشنی میں آئین کو تشکیل دینا' قادیانیوں کو کافر قرار دینا اور ان پر اسلامی شعار استعمال کرنے پر پابندی لگانا اور بہت ساری ایسی دفعات بھی ہیں۔ جن پر بڑی مشکل سے اتفاق رائے ہوا۔ یہ تمام امور بیک جنبش حل نہیں ہوئے۔ بلکہ اس کے لئے علماء کرام کی محنت اور دینی جماعتوں کا سیاسی کردار شامل ہے۔ اب عسکری حکومت نے جن امور کو از سر نو مرتب کرنے کا جو عندیہ دیا ہے۔ اس میں آئین کو از سر نو مرتب کرنا

اور اس میں بعض اہم تبدیلیاں اور خاص کر قادیانیوں 'اور اسلامی شقوں کو خارج کرنا شامل ہے۔ اس ضمن میں بعض یورپی ممالک بشمول جاپان نے اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے حکومت توہین رسالت' پر سزائے موت کا ترمیمی بل ختم کردے۔ حکومت نے انہیں یہ یقین دھانی کرائی ہے کہ وہ ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حکومت قوم کو احتساب اور دیگر امور کی طرف متوجہ کر کے کس قدر گھناؤنا کھیل کھیل رہی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان حکمران ایسا کرے گا؟ یہی وہ سوال ہے جس نے بہت سے خدشات کو جنم دیا ہے۔ بعض حلقے بڑی شدت سے اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ موجودہ سیٹ اپ میں ایسے افراد شامل ہیں جس کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ وہ قادیانی ہیں اور بعض پرویزی؟ اخبارات کی زینت بننے والی ایسی خبروں کی تردید نہیں ہوئی۔

البتہ اس پر یہ منطق پیش کی جارہی ہے کہ اسلام محض ذاتی مسئلہ ہے اور ان کے خیال میں قادیانی یا پرویزی ہونا کوئی مسئلہ نہیں؟

لیکن ہم یہاں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پاکستان جیسی نظریاتی ریاست پر بر سر اقتدار آنے والوں کے لئے اولین شرط یہی ہے کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہوں۔ اس کی تمام کابینہ 'مشیر' گورنرز' پکے سچے مسلمان ہوں اور ان میں کسی قسم کی جھول نہ ہو۔ اگر کوئی شخص دھوکہ دہی اور فریب کاری سے اس عہدہ جلیلہ پر فائزہ ہوا اور اسلام کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتا تو اس سے بڑا منافق اور غدار کوئی نہ ہوگا۔ ایسے شخص کا بر سر اقتدار آنا ملک عزیز کے لئے انتہائی خطرناک ہوگا۔

اس لئے یہ بنیادی سوال ہے۔ جمہوریت کے راستے آنے والوں کے بارے میں عوام براہ راست معلومات رکھتے ہیں اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ کون کیا ہے؟ لیکن عسکری انقلاب کے بعد غیر معروف اور انجان چہرے سامنے آئے ہیں۔ جن کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں کہ بر سر اقتدار آنے والے کون ہیں؟ انہیں اپنی شناخت خود کرانی چاہئے اسلام سے اپنی وابستگی کا اظہار کرنا چاہئے تاکہ ہر قسم کے ابہام ختم ہوں۔ اس اہم سوال کو محض ذاتی مسئلہ کہہ کر ٹالا نہیں جاسکتا اور نہ ہی اسے ثانوی حیثیت دی جاسکتی ہے۔ ورنہ بہت سے شکوک و شبہات پیدا ہوں گے۔ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ جنرل پرویز مشرف کی کابینہ نے جو حلف اٹھایا ہے اس میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کا اقرار نکال دیا گیا ہے اور انہیں شریعت اسلامیہ کی بجائے چیف ایگزیکٹو کی فرمانبرداری کا پابند بنایا گیا ہے۔ حالانکہ اسلامی ریاست کا اولین تقاضا ہے کہ وہ تمام امور میں شریعت کے پابند ہوں۔

ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ جنرل پرویز مشرف کا موجودہ اقدام آئینی' قانونی اور اخلاقی اعتبار سے درست نہیں ہے۔ وہ قوت کے بل بوتے پر بر سر اقتدار آئے ہیں۔ اس لئے جو چاہتے ہیں کر رہے ہیں اور کر سکتے ہیں۔ لیکن ان سے ہماری درخواست ہے کہ وہ آئین میں کسی قسم کی ترمیم یا اضافہ نہ کریں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا یہ قدم بھی غیر دانشمندانہ ہوگا۔

بر سر اقتدار آنے والوں کو سب سے زیادہ فکر معیشت کی حالی کا ہوتا ہے اور بڑے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں کہ چند دن میں حالات درست ہو جائیں گے۔ لیکن دن بدن حالات پہلے سے زیادہ مایوس کن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس انقلاب سے پاکستان کو جو معاشی نقصان ہوا ہے۔ وہ آئندہ چند سال تک بھی پورا نہ ہو سکے گا۔ انقلاب کے دن سٹاک ایکسچینج میں بائیس ارب روپے ڈوب گئے اور دن بدن اس میں مندے کا رجحان ہے۔ رہتی کسر اب کپاس پر نکل گئی بلکہ کپاس کے ساتھ ساتھ چاول (مونجی) کی قیمت خرید حیرت انگیز حد تک گر گئی۔ جس سے زمیندار طبقہ بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ جو کہ پاکستانی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب وہی کپاس کوڑیوں کے دام بک رہی ہے بلکہ کوئی گاہک نہیں اور منڈیوں اور کھیتوں میں ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ یہی حال مونجی کے کاشتکاروں کا ہے۔ حکومت کے بعض غلط اقدامات کے نتیجے میں یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے۔

ایک طرف یہ صورت حال ہے تو دوسری طرف نادھندہ حضرات سے جو وصولی ہوئی ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق دس ارب روپیہ ہے اور آئندہ اس میں اضافے کی بھی گنجائش نہیں جبکہ اس انقلاب کے نتیجہ میں بائیس ارب روپے جو ڈوب گئے اس کا کون ذمہ دار۔ کس قدر احمقانہ بات ہے کہ دس ارب کی وصولی کیلئے بائیس ارب ڈبو دیئے جائیں۔ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ سودی نظام کے ہوتے ہوئے معیشت کی بحالی کے دعوے کئے جارہے ہیں اور عالمی مالیاتی اداروں سے بعض افراد کو بلا کر انہیں یہ کام سونپا گیا ہے لیکن حکومت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک سود کی بیخ کنی نہیں کی جاتی ملکی معیشت کا درست ہونا ناممکن ہے۔

اس ضمن میں صوبائی کابینہ تشکیل دی گئی ہے اور جن افراد کو اس

میں شامل کیا گیا ہے ان سے قوم پہلے سے آگاہ ہے۔ جس کی منظوری یقیناً چیف ایگزیکٹو نے دی ہو گی۔ نہ جانے ان کی کون سی خوبیاں انہیں متاثر کر سکی ہیں ایک طرف یہ دعویٰ کہ بہترین افراد کو کابینہ میں لیا جائے گا۔ لیکن ؟

مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو حکومت کا آغاز انتہائی مایوس کن ہے۔ انجام اللہ جانے۔ بہر حال انہیں سابقہ حکومتوں کے انجام سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور یہ نہ بھولنا چاہئے کہ حکومت' اقتدار' عزت' ذلت سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

قل اللهم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدك الخیر انک علی کل شئی قدیر۔ (سورة آل عمران ۲۶)

حاجی محمد عبداللہ ناظم تعمیرات جامعہ سلفیہ رحلت فرما گئے۔

آپ کی وفات سے جامعہ ایک مخلص اور ہمدرد رفیق سے محروم ہو گیا۔

ہر ذی روح جانے کے لئے اس دنیا میں آئی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر کر رکھا ہے۔

"لا یستقدمون ساعة ولا یستاخرون۔"

جس میں ایک لحہ کی بھی کمی پیشی ممکن نہیں اور آخرت کی زندگی دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آخرت کے لئے فکر مند رہتے ہیں اور اس میں کامیابی کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"القیس من دان نفسه و عمل لما بعد الموت۔"

موت برحق ہے۔ آخرت کو سدھارنے کا یہ واحد دروازہ ہے۔ انبیاء کرام جو دنیا میں مقدس ترین ہستیاں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اعلیٰ وارفع مقام رکھتے ہیں۔ وہ بھی وقت مقررہ پر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

بعض شخصیات ایسی ہوتیں ہیں جو اپنے کردار اخلاق سے معاشرہ میں بلند مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کی رحلت پر غم زدہ ہونا فطری امر ہے۔ انہی میں سے ایک شخصیت' نامور صنعت کار' جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے ناظم تعمیرات اور مدرسہ تعلیم القرآن کے بانی جناب الحاج محمد عبداللہ (شاہین پاور لومز والے) بھی شامل ہیں جو بتاریخ ۱۸ نومبر بروز جمعرات دن بارہ بجے حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ رات آٹھ بجے منصور آباد میں ادا کی گئی اور سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا۔ جنازہ میں ہر مکتب فکر کے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

حاجی محمد عبداللہ کا شمار مخیر حضرات میں ہوتا تھا۔ آپ بہت نیک دل اور ہمدرد انسان تھے۔ بہت ملنسار اور خلیق تھے۔ نرم اور مختصر گفتگو آپ کا وصف تھا۔ صاحب بصیرت اور دانا تھے ایک نظر میں معاملات کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے۔ طبیعت میں نیکی کا غلبہ تھا۔ کسی کے بارے میں برا نہ سوچتے تھے۔ غیبت چغلی اور جھوٹ سے شدید نفرت تھی۔ ہر وقت ذکر و اذکار میں مصروف رہتے تھے۔ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور دل کھول کر خرچ کرتے تھے اس ضمن میں کسی تعصب کا مظاہرہ نہ کرتے تھے۔ خصوصاً اسلامی اداروں کی بڑی فیاضی کے ساتھ مدد کرتے۔ آپ اپنے تجربات کی روشنی میں مفید اور گراں قدر مشوروں سے بھی نوازتے۔ آپ بزرگان دین کی بڑی قدر کرتے تھے۔ علماء اور مشائخ کو احترام کی نظر سے دیکھتے۔ آپ ضرورتمندوں کی مدد بڑی خاموشی سے کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تمام حلقوں میں یکساں مقبول تھے اور ہر دلعزیز تھے۔

آپ نے اپنے گھر کے سامنے ایک خوبصورت مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے تعمیر کروایا۔ جہاں بیسیوں طلبہ حفظ کر چکے ہیں۔ اس کی مکمل سرپرستی آپ خود فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے منصور آباد کی مرکزی جامع مسجد رحمانیہ کی از سر نو تعمیر کا بیڑہ اٹھایا اور اس کو وسعت دی۔ محمد للہ یہ مسجد تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ آپ جامعہ سلفیہ ٹرسٹ بورڈ کے ممبر اور ناظم تعمیرات بھی تھے۔ آپ کا سب سے بڑا اعزازیہ ہے کہ جامعہ میں تعمیر مکمل طور پر آپ کی نگرانی میں ہوئی۔ جس کے لئے آپ نے شب و روز محنت کی اور پورے انہماک سے کام کا جائزہ لیتے رہے۔ جامعہ سلفیہ کے لئے آپ کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص سندھ کے ساتھ خصوصی لگاؤ تھا اور آپ کے خصوصی عنایت سے جامعہ سلفیہ نے اس ادارے کی سربراہی قبول کی اور مدرسین متعین کئے۔ گذشتہ سال سالانہ تقریب کے موقع پر مہمان خصوصی تھے